سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا

تضمینِ

قصیدہ جناب مولینا المحدث المفسر ہادی الانام سراج الاسلام مولانا الاجل عالم اہل سنت اعلیحضرت

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ

نام تاریخی

معراجِ حضور

۱۳۲۸ھ

تصنیفِ لطیف

افتخارِ شعرائے زمن جناب مولوی محمد حسن صاحب اثر قادری برکاتی نوری بدایونی

حسبِ فرمایش

جناب حکیم واصف حسین شاہ صاحب قادری اکبرآبادی

باہتمام منشی محمد صبغۃ اللہ برق

در مطبع نامی واقع کان پور طبع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہین مبارک کہین سلامت — کہین مسرت کے غلغلے تھے — صلوٰۃ کے گیت نعت کی گت — ثنا کے باجے بجا رہے تھے
رفعنا کی بجا کے نوبت — ملک سلامی اتارتے تھے — وہ سرورِ کشورِ رسالت — جو عرش پر جلوہ گر ہوے تھے

نئے نرالے طرب کے ساماں، عرب کے مہمان کے لیے تھے

مبارک اے باغبان مبارک — خدا کرے جاودان مبارک — بہارِ گل کا سمان مبارک — عنادلِ نغمہ خوان مبارک
زمین سے تا آسمان مبارک — یہان مبارک وہان مبارک — بہار ہے شادیان مبارک — چمن کو آبادیان مبارک

ملک فلک اپنی اپنی لے مین، یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

کہین فرشتون کی انجمن مین — مبارکی گا رہی تھین حورین — کہین وہ نور اور وہ ضیائین — جہان فرشتے بچھائین آنکھین
دکھا رہی تھین نرالی شانین — اُس ایک نوشہ کی دو براتین — وہان فلک پر یہان زمین مین — مچی تھی شادی مچی تھین دھومین

اُدھر سے انوار ہنستے آتے، اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

کچھ ایسی اس شب مین تھی تجلی — کہ جا بجا نور کی جھلک تھی — وہ ہر جگہ عالمِ صفائی — ہوئی تھی عالم کی شیشہ بندی
ضیاے ماہِ عرب جو چمکی — تو روشنی دور دور پھیلی — یہ چھوٹ پڑتی تھی اُنکے رخ کی — کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی

وہ رات کیا جگمگا رہی تھی، جگہ جگہ نصب آئنے تھے

تجلیون کا وہ رخ پہ سہرا
بدن مین وہ نور کا شہانا
سجا سجایا بنا بنایا
خدا کے گھر مین وہ شاہ آیا
نظر سے گذرا عجب تماشا
کہ رنگ پایا یہان نرالا
نئی دلھن کی پھبن مین کعبہ
نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے تمر کے اک تل، مین رنگ لاکھون بناؤ کے تھے

دلھن پہ یہ شوق کے تقاضے
کہ چل کے نوشاہ کے قدم لے
مگر لحاظ و ادب نے بڑھ کے
وہ ولولے دل کے دل مین روکے
لقا کی حسرت مین آنکھ کھولے
چھپائے گھونگٹ مین منھ ادا سے
نظر مین دولھا کے پیارے جلوے
حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منھ پہ آنچل، تجلی ذات بحت سے تھے

خدا نے داغ الم مٹائے
بہار شادی کے دن دکھائے
نسیم عشرت نے گل کھلائے
طرب کی خوشبو سے دل بسائے
چمن مسرت کے لہلہائے
عنادل شوق چہچہائے
خوشی کے بادل امنڈ کے آئے
دلون کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمہ نعت کا سمان تھا، حرم کو خود وجد کے مزے تھے

حرم کا وہ حسن اور زیور
وہ نعت شایان شان سرور
وہ حالت وجد بام و در پر
کہ جھومتا تھا مزے مین سب گھر
وہ عالم کیف تھا سراسر
کہ ہوش سے سب ہوے تھے باہر
یہ جھوما میزاب زر کا جھومر
کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو جھڑ کے گوہر، حطیم کی گود مین بھرے تھے

بہار جنت سے گندھ کے آئے
دلھن کی خاطر وہ ہار گجرے
کہ جنکی مستی فزا مہک نے
اڑا دیے تھے دماغ سب کے
دکھائے خود رفتگی نے جلوے
سرور آئے نئے نرالے
دلھن کے خوشبو سے مست کپڑے
نسیم گستاخ آنچلون سے
غلاف مشکین جو اڑ رہا تھا، غزال نافے بسا رہے تھے

چمکتے تارون کا عکس زیبا
ہوا کچھ اسطرح زینت افزا
لگا دیا جا بجا ستارا
کہین رو پہلا کہین سنہرا
ستارون پر جو اگا تھا سبزا
وہ سبز مخمل کا حاشیہ تھا
نہا کے نہرون نے وہ چمکتا
لباس آب روان کا پہنا
کہ موجین چھڑیان تھین دھار لچکا، حباب تابان کے تھل ٹکے تھے

وفور سبزہ سے لہلہاتین
اکڑ کے جوبن کی دھج دکھاتین
گلون کی سبزے مین ڈالیان تھین
کہ سبز پوشاک عطر آگین
وہ طرز شایستہ و خوش آئین
وہ نیچا دامن وسیع و رنگین
پہاڑیون کا وہ حسن تزئین
وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکین
صبا سے سبزے مین لہرین آتین، دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

تجلی نور حق کا جلوا
رچا ہوا تھا یہان سراپا
چمک سے پر نور گوشہ گوشا
بنا تھا خورشید ذرہ ذرا
بساط تھی ماہتاب کی کیا
جو بزم عالی مین بار پاتا
پرانا پر داغ ملگجا تھا
اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تار نگہ سے کوسون، قدم قدم فرش بادلے تھے

کہان سے ایدل نصیب لاؤن
جو تجھکو وہ بارگہ دکھاؤن
فراق مین پھر نہ تنگ آؤن
نہ جوش وحشت مین خاک اڑاؤن
کثافت رنج و غم چھٹاؤن
کدورتین سب تری مٹاؤن
غبار بن کر نثار جاؤن
کہان اب اس رہگذر کو پاؤن
ہمارے دل حوریون کی آنکھین، فرشتون کے پر جہان بچھے تھے

نہ اب نظر مین وہ جان عالم
نہ قدسیون کی وہ بزم اعظم
نہ وہ طلب کے پیام پیہم
نہ وہ تقاضاے وصل ہر دم
مٹین گے کیونکر ترے غم و ہم
کہ اب کہان وہ بہار خرم
خدا ہی دے صبر جان پر غم
دکھاؤن کیونکر تجھے وہ عالم
جب انکو جھرمٹ مین لیکے قدسی، جنان کا دولھا بنا رہے تھے

در کرم تھا بڑے غنی کا
وہانکی بخشش کا پوچھنا کیا
ہر ایک نور و ضیا کا منگتا
انھین کے گھر کا پلا بڑھا تھا
لیے ہوئے ایک ایک کا سا
وہ شئی للہ کا شور و غوغا
اتار کر انکے رخ کا صدقا
وہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر، جبین کی خیرات مانگتے تھے

وہ بحر فیض آج تک رہا ہے
اسی سے عالم چمک رہا ہے
اسی سے گلشن لہک رہا ہے
اسی کا طوطی چہک رہا ہے
فلک جو ایسا دمک رہا ہے
اسی چمک سے جھلک رہا ہے
وہی تو اب تک چھلک رہا ہے
وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے مین جو گرا تھا پانی، کٹورے تارون نے بھر لیے تھے

وہی ضیائین ہین پرتو افگن — وہی تجلی ہے شمع مسکن
اُسی سے ہین مہر و ماہ روشن — اُسی سے حورونکے چمکے جوبن
وہ آب نور و ضیا کا مخزن — یہ لے گئے بھر کے جیب و دامن
بچا جو تلوونکا اُنکے دھوون — بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھون نے دولھا کی پائی اُترن، وہ پھول گلزار نور کے تھے

مٹی تھی ساری سیاہ بختی — چمک اُٹھی مشتری فلک کی
مچی تھین دھومین رچی تھی شادی — کہ اچھی ساعت ہے آنیوالی
گذر چکا دور برج خاکی — ہوا ہے عزم فضائے نوری
خبر یہ تحویل مہر کی تھی — کہ رت سہانی گھڑی پھریگی
وہانکی پوشاک زیب تن کی، یہان کا جوڑا بڑھا چکے تھے

بنے کچھ ایسا وہ بن سنور کر — کہ بارک اللہ شان اکبر
جلوس کے واسطے مقرر — کیا گیا قدسیون کا لشکر
شہانہ تھا زیب جسم انور — کہ نور پر نور تھا سراسر
تجلی حق کا سہرہ سر پر — صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دورویہ قدسی پرے جما کر، کھڑے سلامی کیواسطے تھے

دکھا ہی دیتے یہ دل کی الجھن — بشکل سنبل بطرز احسن
سنا ہی لیتے برنگ سوسن — زبان حال زبون سے شیون
رسائی ہوتی نہ تا بدامن — تو یون ہی ہوتا نصیب روشن
جو ہم بھی وان ہوتے خاک گلشن — لپٹ کے قدمون سے لیتے اُترن
مگر کرین کیا نصیب مین تو، یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

چمک چمک عنصرون کی چومک — دمک دمک ہر مکان ہر چک
قدم نہ در سے ہوا تھا منفک — کہ بولی نوبت شی حت صدمک
جلوس پہنچا نہ قرب مسلک — کہ گونجا کڑکا رفعت ذکرک
ابھی نہ آئے تھے پشت زین تک — کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک، گناہ مستانہ جھومتے تھے

نقاب کا چہرے سے سرکنا — تجلی نور حق جھلکنا
وہ چشم حور و ملک جھپکنا — نگاہ بھر کر بھی تک نہ سکنا
وہ روئے پر نور کا چمکنا — وہ آتش شوق کا بھڑکنا
عجب نہ تھا رخش کا چمکنا — غزال رم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعین بکے اُڑا رہی تھین، تڑپتے آنکھون پہ صاعقے تھے

فرشتون کو حکم تھا کہ جاؤ — یہ بھیڑ چھانٹو پرے جماؤ
مگر کسی کا نہ جی دکھاؤ — مرادمندون کو یہ سناؤ
جو منھ سے مانگو ابھی وہ پاؤ — تم اب سر رہگذر نہ آؤ
ہجوم امید ہے گھٹاؤ — مرادین دیکر انھین ہٹاؤ
ادب کی باگین لیے بڑھاؤ، ملائکہ مین یہ غلغلے تھے

ہوا جو خورشید جلوہ گستر — تو اُسنے چمکائے ماہ و اختر
چڑھا لیا آسمان نے سر پر — نہو سکا خاک پا کے ہمسر
یہ تاب یہ ضو وہ پائے کیونکر — کہ ہے وہ ذرہ یہ مہر انور
اُٹھی جو گرد رہ منور — وہ نور برسا کہ راستہ بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل، امنڈ کے جنگل اُبل چلے تھے

چمکتی قسمت نصیب ہوتی — نہ رہتی تقدیر کی سیاہی
مگر یہ گردش کے دن تھے باقی — کہ چال سوجھی نہ بات سمجھی
اگر نہ کرتا طلب مین سستی — عجیب اکسیر ہاتھ آتی
ستم کیا کیسی ہت کٹی تھی — قمر وہ خاک انکی رہگذر کی
اُٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

بہار عالم مین پھول پھولے — ہزارون لاکھون طرح طرح کے
مگر کہان سے یہ بات پاتے — نہ ایسے رنگین نہ ایسے پیارے
جہان کے گلشن کے کیا ہین تختے — جنان کے گلزار کے بھی بوٹے
براق کے نقش پا کے صدقے — وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن، ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

پرانے قبلے مین اپنے صادر — ہوئے جو وہ شہسوار نادر
وہان انھین مقتدا کی خاطر — کھڑے تھے سب اولین اکابر
یہ رمز پاتی نہ عقل قاصر — ہوا یہ نکتہ اسی سے ظاہر
نماز اقصے مین تھا یہی سر — عیان ہون معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہین پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے

کچھ ایسا عرش برین سجا تھا — کہ نور کا فرش جا بجا تھا
کہین یہ رضوان کا مشغلہ تھا — جنان کی چیزین سنوارتا تھا
وہ صاف شفاف کر دیا تھا — کہ سارا سامان نیا بنا تھا
یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا — نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا، اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

وہ گرمِ حسنِ حبیبِ اوّل — کہ سرد ہو جس سے مہرِ محشر — تو پھر کہان تابِ ماہ و اختر — کہ چمکین پیشِ رخِ منوّر

کمال پر تھا جمالِ سرور — عیان تھی شانِ جمیلِ اکبر — نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور — جلالِ رخسار گرمیون پر

فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی، تپکتے انجم کے آبلے تھے

وہ عالمِ نور سر بسر تھا — یہان وہان تھا اِدھر اُدھر تھا — نہ منزلون تک وہان قمر تھا — نہ تابشِ مہر کا گذر تھا

فقط وہی چاند جلوہ گر تھا — وہی یمِ نور جوش پر تھا — یہ جوششِ نور کا اثر تھا — کہ آبِ گوہر گہر کا تھا

صفاے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدمون پہ لوٹتے تھے

بڑھے جو آگے کو اور حضرت — تو بڑھ گیا اشتیاقِ قربت — چلی کچھ ایسی ہواے الفت — بھڑک گئی آتشِ محبت

ہوا جو گرمی پہ شوقِ خلوت — برس گیا گھر کے ابرِ رحمت — بڑھایہ لہرا کے بحرِ وحدت — کہ ڈھل گیا نامِ ریگِ کثرت

فلک کے ٹیلون کی کیا حقیقت، یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

خدا کے پیارے نبی ہمارے — کیا ہے ہمتیں جنکو حق نے — وہ حسنِ یکتا دکھاتے جاتے — کہ جسپہ دونون جہان صدقے

جمے تھے وحدت کے رنگ ایسے — کہ تھے بہم روز و شب کے نقشے — وہ ظلِ رحمت وہ رخ کے جلوے — کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے

سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دو چھپاؤن کے تھے

جدھر سے نکلا وہ جانِ جانان — قدم قدم پر کھلے گلستان — بڑھی تھی یہ جوششِ بہاران — بنے تھے افلاک شاخِ بستان

عروج پر تھا ابھی وہ دیسان — کہان یہ گلشن تھے اسکے شایان — چلا وہ سروِ خجان خرامان — نہ رک سکا سدرہ سے بھی اوسان

فلک جھپکتی رہی وہ کب کے، سب این و آن سے گذر چکے تھے

خوشی مین تھے منتظر فدائی — کہ شکلِ تقدیر نے دکھائی — سرِ گذرگاہ صف جمائی — مگر نہ امیدِ دل بر آئی

نہ پاس تک ہو سکی رسائی — نہ آنکھ تابِ نظارہ لائی — جھلک سی اک قدسیون پر آئی — ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی

سواری دولھا کی دور پہنچی، برات مین ہوش ہی گئے تھے

چلے تھے جو ہمرکاب خوشخو — رکاب تھامے بطرزِ نیکو — بہت چلے کی بہت تگ و پو — نہ چل سکا پھر بھی اُن کا قابو

مجالِ جنبش نہ تھی سرِ مو — رواں تھے آنکھون سے غم کے آنسو — تھکے تھے روح الامین کے بازو — چھٹا وہ دامن کہان وہ پہلو

رکاب چھوٹی اُمید ٹوٹی، نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

کسی نے اب تک اسے نہ جانا — کہ انکا جانا تھا کیسا جانا — نہ عقلِ کامل نے اسکو سمجھا — نہ وہم ظن و گمان مین گذرا

رسائیِ عقل و وہم کھویا — کہ فکر کی تاب کون لاتا — روش کی گرمی کو جسنے سوچا — دماغ سے اک بھبوکا چھوٹا

خرد کے جنگل مین بھوپل چمکا، دو ہر دو ہر پٹ جل رہے تھے

مجال کسکی جو کوئی سوچے — دماغ کس کا جو کوئی سمجھے — اُڑے تھے فہم و خرد کے طوطے — حواس پڑ گئے تھے لالے

ہوئے تھے عاجز جب اونچے اونچے — تو ہون سا اور ہوش کس کے — جلو مین جو مرغِ عقل اُڑے تھے — عجب بُرے حالون گرتے پڑتے

وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کے، چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے

سمجھ مین آئے یہ بھید کیونکر — کہ ہے قیاسِ خرد سے باہر — نہ کھائے کیون مرغِ عقل چکر — کہ ہے یہان عقلِ کل بھی شدر

جو تھے اولی الاجنحہ موقر — وہ پہلے ہی گر چکے تھے تھک کر — قوی تھے مرغانِ وہم کے پر — اُڑے تو اُڑنے کو اور دم بھر

اُٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر، کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

ملائکہ ایک دوسرے سے — نوید وصلِ حضور کہتے — کہ آج ارمان ہونگے پورے — گرینگے قدمون پہ سب سے پہلے

یہان یہ ہوہی رہے تھے چرچے — کہ خود بدولت قریب پہنچے — سنا یہ اتنے مین عرشِ حق نے — کہ لے مبارک ہو تاج والے

وہی قدم خیر سے پھر آئے، جو پہلے عزّ و شرف ترے تھے

وہی ہین یہ جنکی شان والا — سوا خدا کے کوئی نہ سمجھا — انھین کی نعلین کا ہے صدقا — جو تو نے عزّ و وقار پایا

پھر آج تیرا نصیب چمکا — کہ وہ ہوے تجھپہ جلوہ فرما — یہ سُن کے بیخود پکار اُٹھا — نثار جاؤن کہ مہرباں آقا

پھر اُنکے تلوون کا پاؤن بوسہ یہ میری آنکھونکے دن پھرے تھے

جو اپنی آنکھون سے دیکھا بھالا — فراق کے درد و غم کو ٹالا — چلا کچھ ایسا چلن نرالا — قدم پہ گر گر کے دل سنبھالا
ملا جو دیدارِ شاہِ والا — تو خوب ارمانِ دل نکالا — جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ — گری تھی سجدے مین مہرِ بالا
وہ آنکھین قبلہ سون سے مل رہا تھا، یہ گردِ قربان ہو رہے تھے

فروغِ حسنِ خجستہ آئین — ترقیان جسے ایسی پائین — کہ آنکھین یک لخت چوندھیائین — نگاہین تابِ نظر نہ لائین
وہ شعلین نور کی جگمگائین — تجلیان طور کی دکھائین — مٹیائین کچھ عرش پر یہ آئین — کہ ساری قندیلین جھلملائین
حضورِ خورشید کیا چمکتے، چراغ منھ اپنا دیکھتے تھے

ملائک نے جو دیکھی فرصت — سمجھکے اس وقت کو غنیمت — بڑھائی یون خوب اپنی عزت — کہ سب دا کین سوم خدمت
کوئی سنا ثنا و مدحت — کسی کے لب پر دعاے دولت — یہی سمان تھا کہ پیک رحمت — یہ مژدہ لایا کہ چلیے حضرت
تمھاری خاطر کشادہ ہین جو کلیم پر بند راستے تھے

یہی ہے وقتِ حصولِ مقصد — خدا ہے خود خواستگار آمد — وصال کا شوق ہے جو بیحد — تو حکم پر حکم ہے مؤکد
طلب پہ تاکید کد پہ ہے کد — کہ جلد آ اے شہِ مؤید — بڑھے محمد قرین ہوا حمد — قریب آ سرورِ ممجد
نثار جاؤن یہ کیا صدا تھی، یہ کیا ندا تھی یہ کیا مزے تھے

کبھی ہے مقصود پردہ داری — کبھی ہے یہ حد کی بے حجابی — کسی کو حسرت رہی لقا کی — کسی سے اظہارِ خود نمائی
نئی ادا ہر جگہ نکالی — ہین تیری نیرنگیان نرالی — تبارک اللہ شان تیری — تجھ ہی کو زیبا ہے بے نیازی
کہین تو وہ جوشِ لن ترانی، کہین تقاضے وصال کے تھے

نظر کہین کچھ نہ دیکھ پائے — دہن بھی مہر ادب لگائے — ذرا طبیعت کو دل سنبھالے — کہ اب یہان بیخودی مٹائے
دماغ ہوش و حواس ٹالے — قیاس و اوہام کو بھگائے — خرد سے کہدو کہ سر جھکائے — گمان سے گذرے گذر نہ پائے
پڑے ہین بان خود حیرت کو لائے، کسے بتائے کدھر گئے تھے

زمین کہان تھی سما کہان تھا — بتائین کیا راستہ کہان تھا — وہ رہبر و رہنما کہان تھا — کہان سے آیا گیا کہان تھا
وہان کسی کا پتا کہان تھا — سوائے حق ماسوا کہان تھا — سراغ این و متی کہان تھا — نشان کیف و الی کہان تھا
نہ کوئی ساتھی نہ کوئی راہی، نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

اُدھر سے شانِ کرم دکھانا — اِدھر سرِ بندگی جھکانا — اُدھر سے پیغامِ لطف پانا — اِدھر ثنا و صفت سنانا
اُدھر سے تعجیل کا بلانا — اِدھر لحاظ و ادب سے جانا — اُدھر سے پیہم تقاضے آنا — اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا، جمال و رحمت اُبھارتے تھے

نہ ایسی حالت جو دلکو روکے — نہ اتنی جرأت کہ پانون اٹھے — اگر ٹھہرتے تو کیون ٹھہرتے — جو آگے بڑھتے تو کیا ہی بڑھتے
بڑھائی ہمت جو شوق دل نے — تو شاہِ والا کچھ اور آگے — بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے — حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب بانعین کی دین رکھتے، تو لاکھون منزل کے فاصلے تھے

جو حال رفتار کا یہ پایا — تو اُس طرف سے ہوا اشارا — یہ جذبِ الفت سے کام نکلا — کہ اُسنے زورِ کشش دکھایا
گمان وہ بڑھنا کہان بڑھا جانا — روش مین کیونکر نہ فرق آتا — پر انکا بڑھنا تو نام کو تھا — حقیقتاً فعل تھا اُدھر کا
تنزلون مین ترقی افزا، دنی تدلی کے سلسلے تھے

بڑھانا کسکا کہان کا بڑھنا — سب اُسکی قدرت کا تھا تماشا — بشر کا دنیا سے تھا یہ آنا — تو کچھ سبب ظاہری بھی ہوتا
وہان کسی شے کی تھی کمی کیا — جو اُسنے چاہا ہوا مہیا — ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا — تموج بحرِ ہوس مین اُبھرا
دنی کی گودی مین انکو لے کر، فنا کے لنگر اٹھا دیے تھے

یہان خرد نے بھی قول مارا — حواس بھی کر گئے کنارا — دماغ و دل نے بہت پکارا — نہ دے سکے یہ ذرا سہارا
گمان یہ ہوش و خرد کا یارا — رسائی تک اپنی جان مارا — کسے ملے گھاٹ کا کنارا — کدھر سے گذرا کہان اُتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارا، وہ اپنی آنکھون سے خود چھپے تھے

یہان نہ کچھ فائدہ نظر دے — نہ کام اندیشۂ بشر دے — خدا جو ایمان کا اثر دے — تو جان و دل کو نثار کر دے
وہ الگ ہی وہم و قیاس دھر دے — نہ جاے وحدت دوئی سے بھر دے — اُٹھے جو قصرِ دنی کے پردے — کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
کہ وان تو جا ہی نہین دوئی کی، نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

وہ رنگ کیمیائی نے جمایا — کہ ماسوا کا نشان اُڑایا — یگانگی نے اثر دکھایا — تفاوتِ جزو و کل مٹایا
بہارِ وحدت نے گل کھلایا — کہ فرع کو اصل مین ملایا — وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا — کہ غنچہ و گل کا فرق اُٹھایا
گرہ مین کلیون کے باغ پھولے، گلون کے تکمے لگے ہوے تھے

جو قربِ قوسین کی تھی منزل — سمجھ لین اُس مین نکتہ عاقل — کہ قوس و جب ملے مقابل — تو بن گیا اک محیطِ کامل
ہوے جو باطل نقاط فاضل — تو بیچ مین کچھ رہا نہ حائل — محیط و مرکز مین فرق مشکل — رہے نہ فاصل خطوط و اصل
کمان مین حیرت مین سر جھکائے، عجیب چکر مین دائرے تھے

اُدھر سے ہر دم خطاب ہوتے — ترقی یہ بار بار کرتے — ترقیون مین حجاب کھلتے — مزے تھے ہر ہر پردے مین نرالے
وہ دفعتاً جلوہ کیا دکھاتے — کہ شوق مین تھے حیا کے نقشے — حجاب اُٹھنے مین لاکھون پردے — ہر ایک پردے مین لاکھون جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت، جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

چڑھی ہوئی تھین عطا کی لہرین — بڑھی ہوئی تھین کرم کی نہرین — اشارہ یہ تھا نہائین دھوئین — پئین پلائین جتنا چاہین
وہان سے ستر بپا عطائین — یہان ابھی خواہشین تھین دل مین — زبان سوکھی کھلے کے موجین — تڑپ ہی تھین کہ پانی پائین
بھونر کو یہ ضعفِ تشنگی تھا، کہ حلقے آنکھون مین پڑ گئے تھے

وہی ہے سب کا نصیر و ناصر — وہی ہے سب پر قدیر و قادر — اُسی سے ہے مبدء نوادر — اُسی پہ ہین منتہی اوامر
وہی ہے ظاہر جہان مظاہر — وہی ہے منظورِ سب مناظر — وہی ہے اوّل وہی ہے آخر — وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے، اُسی سے اُسکی طرف گئے تھے

حواس اپنے درست کر لو — پڑے ہو چکر مین اُس سے نکلو — بتونہ اُحول سنبھل کے دیکھو — یہ ہے حقیقت مین ایک بادو
مقامِ قوسین کو تو سوچو — بغور اس دائرے کو سمجھو — کمانِ امکان کے جھوٹے نقطو — تم اوّل آخر کے پھیر مین ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو، کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

اِدھر سے ہر بار التجائین — یہ کہ کہ اُمت کو بخشوالین — اُدھر سے لطف و کرم کی باتین — کہ جتنے چاہو ہم اتنے بخشین
اِدھر سے طاعت کی پیش رینگین — اُدھر سے بخشش کرم عطائین — اِدھر سے تعیینِ نذرِ شہ نمازین — اُدھر سے انعامِ خسروی مین
سلام و رحمت کے ہار گندھکر، گلوے پُر نور مین پڑے تھے

یہان ہے مجبورِ عقلِ پُر فن — نہ راہ رفتن نہ روے ماندن — کہان ہوائے خیالِ پرّان — اُٹھا سکے اُس مکان کی جلپن
سنانے سننے کا جن تھا طن — ابھی وہ تھے منتظر ہمہ تن — زبان کو انتظارِ گفتن — تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہان جو کہنا تھا کہہ لیا تھا، جو بات سُننی تھی سُن چکے تھے

وہان سے پایا جو کچھ اشارا — اُدھر سے رخصت ہوا وہ پیارا — خوشی سے کرتا چلا نظارا — خدائی کا کارخانہ سارا
یہ عرض حوروں نے کی خدارا — دمک دمک کیجے گھر ہمارا — وہ برجِ بطحا کا ماہ پارا — بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا، کہ اُس قمر کے قدم گئے تھے

جنان کی تقدیر خوب چمکی — بڑھی تھی وہ جوششِ تجلی — کہ مشرقستان بنی تھی ساری — چمکتی تھی ایک ایک کیاری
وہ نور کی چاندنی تھی چھٹکی — جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی — سرورِ مقدم کی روشنی تھی — کہ تابشون سے مہِ عرب کی
جنان کے گلبن تھے جھاڑ فرشی، جو پھول تھے وہ کنول بنے تھے

بہار کا حکم تھا دمکیے — مرادِ شبنم ذرا چمکیے — نسیم کہتی تھی بس مہکیے — صبا کا ارشاد تھا لچکیے
یہ شورِ حسرت کہ اب سرکیے — وہ زورِ حیرت کہ منہ ہی تکیے — طرب کی نازش کہان لچکیے — ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوششِ ضد تھی تھا کہ پودے، کشاکشِ ارد کے تلے تھے

مدارجِ قرب سے بھی بڑھ گئے — خدا ہی جانے کہاں وہ پہنچے — ازل سے اُٹھے نہ تھے جو پردے — وہ جلوے حق کے کرم سے دیکھے
یہ مک بھی جیتک نہ کوئی پائے — کہ یہ گئے بھی پلٹ بھی آئے — خدا کی قدرت کہ چاند حق کے — کروروں منزل میں کرکے جلوے

ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی، کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

اثر نے کی جو ثنا و مدحت — حضور دیکھیں بچشمِ رحمت — صلہ ملے دو جہان کی دولت — رہے نہ پھر اُس کو کوئی حاجت
بلا اُسے جس سے فیضِ خدمت — اُدھر بھی کوئی نگاہِ رافت — نبیِ رحمت شفیعِ اُمت — رضا پہ للہ ہو عنایت

اُسے بھی اُن خلعتوں سے حصّہ جو خاصِ رحمت کے واں بٹے تھے

یہاں نہ طاعت نہ زہد و تقوے — یہی وسیلہ ہے مغفرت کا — کہ ہے ثنا گوئی شیوہ اپنا — اِسی سبب سے لکھا ہے خمسہ
مُراد ہے نعتِ شاہِ والا — غرض نہیں شاعری سے اصلا — ثنائے سرکار ہے وظیفہ — قبولِ سرکار ہے تمنّا

نہ شاعری کی ہوس نہ پروا، رَوِی تھی کیا کیسے قافیے تھے!

مولانا عبدالماجد بدایونی
پبلک لائبریری گھنڈاگھر بدایوں
MAULANA
ABDUL MAJID BUDAUNI
PUBLIC LIBRARY, BUDAUN